نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

غلام احمد قادیانی

اِنَّ الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۔ ششماہی للعہ ۔ سہ ماہی عا/

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۳۸ ۔ مورخہ ۱۶ر جون سنہ ۱۹۲۵ء ۔ یوم سہ شنبہ ۔ مطابق ۲۳ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۳ھ ۔ جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ حضور نے ۱۳ر جون سے مستورات میں قرآن کریم کا درس شروع فرما دیا ہے۔

میاں خلیل احمد جو سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کے بطن سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا صاحبزادہ ہے۔ بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرماویں۔

غیر احمدیوں کے ساتھ جو مقدمہ ہے۔ اس میں ۱۲ر تاریخ صفائی کے گواہ پیش ہوتے۔ آیندہ ۱۷ر جون وکلاء کی بحث کے لئے مقرر ہوئی ہے۔

چونکہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب عنقریب تبلیغی سفر پر روانہ ہونے والے ہیں۔ اس لئے حضرت میاں شریف احمد صاحب نے نظارت تعلیم و تربیت کا چارج لے لیا ہے۔

نظم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا کلام

(یہ سنہ ۱۹۲۰ء کی نظم ہے)

کونسا دل ہے جو شرمندۂ احسان نہ ہو
کونسی رُوح ہے جو خائف و ترسان نہ ہو

میرے ہاتھوں سے جُدا یار کا دامان نہ ہو
میری آنکھوں سے وہ اوجھل کبھی اک آن نہ ہو

مضغۂ گوشت ہے وہ۔ دل میں جو ایمان نہ ہو
خاک سی خاک ہے وہ۔ جسم میں گر جان نہ ہو

اپنی حالت پہ یونہی خرّم و شادان نہ ہو
یہ سکوں پیش روِ آمدِ طوفان نہ ہو

مُبتلائے غم و آلام پہ خندان نہ ہو
یہ کہیں تیری تباہی کا ہی سامان نہ ہو

اپنے اعمال پہ نازاں۔ ارے نادان نہ ہو
تو بھلا چیز ہے کیا اس کا جو احسان نہ ہو

نہ ٹلیں گے نہ ٹلیں گے ہم بھی
جب تلک سر بدِ رغ و کفر کا میدان نہ ہو

رنگ بھی رُوپ بھی ہو حُسن بھی ہو لیکن پھر؟
فائدہ کیا ہے اگر سیرتِ انسان نہ ہو

نہ بھی جود۔ پہ وہ کام تو کر تو جس میں
عشق کا دعوےٰ ہے تو عشق کے آثار دکھا
مرحبا وحشتِ دل! نیر ہے سبب یہ سُنا
بادہ نوشی میں کوئی لُطف نہیں ہے جب تک
بُلبلِ زار تو مرجائے تڑپ کر فوراً
تیری خدمت میں یہ ہے عرض بصد عجز و نیاز
تو ہے مقبولِ آلہی بھی تو یہ بات نہ بھول
ابن آدمؑ ہے نہ کچھ اور تجھے خیال رہے
تجھ میں ہمت ہے تو کچھ کر کے دکھا دنیا کو
اپنے ہاتھوں سے ہی خود اپنی عمارت نہ گرا
جود و احسانِ شہنشہ پہ نظر رکھ اپنی
اپنے اوقات کو اے نفسِ حریص و طامع
آگ ہوگی تو دھوآں اس سے اُٹھیگا محمود

غیب کا نفع ہو تیرا کوئی نقصان نہ ہو
دعویٰ باطل ہے وہ جس دعوےٰ پہ بُرہان نہ ہو
"میں تیرے پاس ہوں سرگشتہ و حیران نہ ہو"
صحبتِ یار نہ ہو۔ مجلسِ رندان نہ ہو
گر گُلِ تازہ نہ ہو۔ بُوئے گلستان نہ ہو
قبضۂ غیر میں اے جان مری جان نہ ہو
سامنے تیرے کوئی مُوسیٔ عمران نہ ہو
حدِّ نسیان سے بڑھکر کہیں عصیان نہ ہو
اپنے اجداد کے اعمال پہ نازاں نہ ہو
مخربِ دین نہ بن دشمنِ ایمان نہ ہو
جورِ اغیار پہ افسردہ و نالاں نہ ہو
شکرِ منت میں لگا طالبِ احسان نہ ہو
غیر ممکن ہے کہ ہو عشق پر اعلان نہ ہو

اس کے اندر انسان کی بہتری کیلئے اعلیٰ سے اعلیٰ اور آسان سے آسان طریق موجود ہے۔

فقیر فضل الرحمٰن۔ سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ بھٹنڈہ۔

سرحادی صوبہ میں تبلیغ

ایبٹ آباد میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر کمپنی باغ میں ۲۷ رمئی کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہوا۔ قریباً پانچ چھ سو معززین شامل تھے۔ باوجودیکہ متعصب کئی دنوں سے مساجد میں وعظ کرکے لوگوں کو روک رہے تھے۔ کہ اس مرزائی کے لیکچر کو سننے کے واسطے کوئی مسلمان نہ جائے۔ مگر مفتی صاحب کے نام کی شہرت سب کو کشاں کشاں لے آئی۔ یہاں تک کہ خود امام مسجد غیر احمدیاں بھی لوگوں کو روکنے کے بہانہ سے وہاں جا موجود ہوئے۔ اور پیچھے کھڑے ہو کر لیکچر سنتے رہے۔ کرسیاں اور دریوں پر جب لوگ سما نہ سکے۔ تو باغ کے گھاس پر بیٹھ گئے۔ سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ صداقت سلسلہ حقہ احمدیہ پیش کی گئی۔ ثبوت مسیح موعودؑ کا بھی ذکر ہوا۔ اور ممالک غربیہ میں تبلیغ اسلام کا بہت دلچسپ تذکرہ ہوا۔ جس سے ایک سماں بندھ گیا۔ صدر جلسہ جناب محمد سردار صاحب وکیل تھے۔ جنہوں نے نہایت تعریف کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کا انٹروڈیوس کرایا۔ گورنمنٹ کی طرف سے حفظ امن کے واسطے پولیس کی گارد موجود تھی۔ خوب تبلیغ ہوئی۔ اور اس لیکچر کے سبب شہر میں کچھ موافق اور کچھ مخالف بہت چرچا ہو گیا۔ اور ایک حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ جو انشاء اللہ ہمارے حق میں بہت مفید ہوگی۔ عبدالحق سکرٹری انجمن احمدیہ ایبٹ آباد

داتہ میں لیکچر

قصبہ داتہ ضلع ہزارہ میں ۵ رجون کی شام کو مسجد جامع میں مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر صداقتِ سلسلہ احمدیہ پر ہوا۔ قصبہ کے اکثر لوگ موجود تھے۔ کچھ عورتیں بھی تھیں۔ مفتی صاحب نے سورہ الکوثر کی تفسیر میں انبیاء و رسل و مامورین کی صداقت کی ایک کسوٹی بیان کر کے اسکے مطابق اول حضرت سید الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوےٰ کی سچائی اور پھر اسی معیار پر حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کی سچائی کا ثبوت پیش کیا۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔

تحریک چندہ ایک لاکھ کی میعاد میں اضافہ

ان احباب کی خوش قسمتی ہے جو باوجود خواہش اور کوشش کے مالی مشکلات یا کسی اور وجہ کے باعث میعاد مقررہ کے اندر اس تحریک میں شریک نہ ہو سکے۔ یا جتنا چندہ دینا چاہتے تھے اتنا نہ دے سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے میعاد ۳۰ رجون تک بڑھا دی ہے۔ اب کسی کو اس تحریک میں شرکت کی سعادت سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ اور مقررہ تاریخ کے اندر اندر چندہ ادا کر دینا چاہیئے۔

اخبار احمدیہ

نیر بھٹنڈہ میں

انجمن حمایت اسلام بھٹنڈہ کا سالانہ جلسہ ۵ لغایت ۸ رجون ہوا۔ انجمن ہذا کے سکرٹری صاحب کی دعوت پر مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ تشریف لائے ۵ رجون کو رات کے اجلاس میں مولوی صاحب نے نہایت پر زور دلائل سے قرآن پاک کے کامل الہامی کتاب ہونے کا ثبوت پیش فرمایا۔ جس پر حاضرین جلسہ نے بار بار نعرہ تکبیر اور جزاکم اللہ اور مرحبا کی صداؤں سے لیکچر گاہ کو گونجا دیا۔ لیکچر گاہ میں کسی جگہ تل رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی منتظمین جلسہ نے فرش وغیرہ کا جو انتظام کیا تھا وہ ناکافی ثابت ہوا۔ الحمد للہ۔ کہ احمدی مبلغ کا لیکچر ہر پہلو سے نہایت کامیاب ہوا۔

۶ رجون کو بعض لیکچرار صاحبان کے وقت پر تشریف نہ لانیکی وجہ سے ان کے اوقات سامعین کے تقاضے پر سکرٹری صاحب جلسہ نے مولوی نیرؔ صاحب کو دیدیئے۔ آپ نے رات کی بقیہ تقریر کو بیان فرمایا۔ وقت ختم ہو گیا۔ مگر حاضرین کا شوق اور لیکچرار صاحب کے دلائل ختم نہ ہوئے۔

رات کے اجلاس میں مولوی صاحب کا ۲ گھنٹہ وقت رکھا گیا تھا۔ مگر سامعین و ممبران انجمن کے تقاضے پر آپکا وقت ڈیڑھ گھنٹہ کیا گیا۔ اسوقت بھی آپ نے اپنے بقیہ مضمون کو بیان فرمایا۔

تقریر ختم ہونے کے بعد ایک معزز ہندو عالیجناب پنڈت کرم چند صاحب سب ڈویژنل آفیسر نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ "میں جناب مولانا کی خدمت مبارک میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ کے لیکچر کو وہ کامیابی ہوئی۔ جو بہت کم لوگوں کو ہوتی ہے۔ مجھے مسلمان حضرات سے پہلے بھی تعلق اور واسطہ رہا ہے اور اسلام کے متعلق میری پرانی تحقیق ہے مگر آج آپکے لیکچر سے میں یقینی طور سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قرآن پاک واقعی ایک سچی اور کامل الہامی کتاب ہے۔ اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ - قادیان دار الامان - مورخہ ۱۶ جون ۱۹۲۵ء

کیا اسلام میں مُرتد کی سزا قتل ہے؟

قرآن شریف اور قتلِ مرتد

(نمبر ۸)

(حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے کے قلم سے)

قرآن شریف ہمیں صرف یہی حکم نہیں دیتا کہ نماز پڑھو۔ روزے رکھو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ صدقہ دو۔ حج کرو۔ فلاں بدی سے بچو۔ اور فلاں نیکی اختیار کرو۔ بلکہ ان احکام کی حکمت اور ان کے فوائد بھی ساتھ ہی بیان فرماتا ہے تا ہم شوق سے بطیب خاطر ان اعمال کو بجا لائیں۔ اور ان کو ایک بوجھ نہ سمجھیں ہم قرآن شریف میں جا بجا دیکھتے ہیں۔ کبھی وہ ہماری توجہ صحیفہ قدرت کی طرف پھیرتا ہے۔ اور کبھی وہ ہماری عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے آگے اپیل کرتا ہے۔ اور ہمیں غور اور فکر اور تدبر سے کام لینے کی ترغیب دیتا ہے۔ کبھی وہ سنن انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے غیر متبدل قوانین کا ذکر کرتے ہوئے گذشتہ واقعات اور پہلے انبیاء اور ان کی قوموں کی مثال سے عبرت حاصل کرنے کی تحریک کرتا ہے۔ کبھی وہ نہایت ہی پیچیدہ اور مغلق مسائل کو نہایت ہی آسان پیرایہ میں حل کر کے دکھاتا ہے۔ اور کبھی وہ مخالفین کے اعتراضات کا ردّ کر کے ان پر اتمام حجت کرتا ہے۔ کبھی وہ عقائد باطلہ اور خصائل رذیلہ کو عقائد حقہ اور اخلاق فاضلہ کے مقابل میں رکھ کر اسلامی تعلیم کی فضیلت کو طالبان حق پر واضح کرتا ہے۔ اور کبھی ہماری ضمیر اور کانشنس سے اپیل کر کے ہماری زبان سے حق کا اقرار کرواتا ہے۔ غرض کوئی علمی۔ ذہنی۔ عقلی اور فطری ذریعہ نہیں۔ جس کو وہ کام میں نہیں لاتا۔ اور کوئی سمجھانے کا طریق نہیں۔ جس کو وہ استعمال نہیں کرتا۔

ہر ایک شخص جو قرآن شریف کا کچھ بھی علم رکھتا ہے۔ اس امر کی شہادت دیگا۔ کہ لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے قرآن شریف اس بات کی جا بجا ترغیب دیتا ہے۔ کہ وہ غور اور تدبر سے کام لیں۔ کبھی وہ فرماتا ہے۔ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلے جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض (آل عمران۔ ع ۲۰) آسمان اور زمین کی بناوٹ اور رات دن کے ردّ و بدل میں عقلمندوں کے سمجھنے کے لئے بہتری نشانیاں موجود ہیں۔ جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی ساخت میں غور کر کبھی وہ فرماتا ہے۔ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا (محمد ع ۳) کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے۔ یا دلوں پر تالے لگے ہیں۔ کبھی فرماتا ہے۔ انظر کیف نصرف الآیات لعلھم یفقھون (انعام ع ۸) دیکھو ہم اپنے نشانات کو کس طرح پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔ تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔ کبھی فرماتا ہے ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل (بنی اسرائیل ع ۱۰) ہم نے اس قرآن میں سبھی قسم کی مثالیں طرح طرح سے بدلکر بیان کی ہیں۔ اور کبھی فرماتا ہے:۔ وکذلک انزلناہ قرآنا عربیا وصرفنا فیہ من الوعید لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکرا (طٰہٰ ع ۶) ایسا ہی ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن اتارا ہے۔ اور اس میں طرح طرح پر وعید سنا دئے ہیں۔ تاکہ لوگ پرہیز گاری اختیار کریں۔ یا انکے ذریعہ سے ان کے دلوں میں غور اور فکر پیدا ہو۔

غرض قرآن شریف بار بار افلا تعقلون اور افلا تتفکرون۔ افلا یعقلون۔ لقوم یعقلون اور ایسے ہی اور الفاظ کہہ کر انسان کی عقل سے اپیل کرتا ہے۔ اور انکو غور اور فکر کی تحریک کرتا ہے۔ اور منافقوں اور کفار کی نسبت فرماتا ہے۔ صم بکم عمی فھم لا یعقلون (البقرہ ۱۸) ذلک بانھم قوم لا یعقلون (مائدہ ع ۶) الصم البکم الذین لا یعقلون (انفال ع ۳) لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم آذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون (اعراف ع ۲۲) ان کے دل تو ہیں۔ مگر ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے۔ اور انکی آنکھیں بھی ہیں۔ مگر ان سے دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ اور ان کے کان بھی ہیں۔ مگر ان سے سننے کا کام نہیں لیتے۔ یہ لوگ چارپایوں کی مثل ہیں۔ بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہوئے۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جو دین سے بالکل بے خبر ہیں۔ افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا او آذان یسمعون بھا فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (الحج ع ۶) کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں (چلتے پھرتے) تو ان کے ایسے دل ہوتے۔ کہ ان کے ذریعے یہ لوگ سوچتے اور ان کے ایسے کان ہوتے کہ ان کے ذریعہ سے حق کی باتیں سنتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دل جو سینوں میں ہیں۔ وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

بس قرآن شریف شروع سے لے کر آخر تک انسان کو اپنی عقل اور دانش اور آنکھوں اور کانوں اور غور و فکر سے کام لینے کی ترغیب دیتا ہے۔ اور ہر ایک بات دلیل کے ساتھ منواتا ہے اور ہر ایک حکم کی حکمت بیان فرماتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان (شوریٰ ع ۲) یعنے یہ کتاب حق اور باطل کے پرکھنے کے لئے بطور میزان کے ہے۔ اور قرآن شریف کا نام الکتاب الحکیم۔ الذکر الحکیم اور القرآن الحکیم رکھتا ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کی نسبت فرماتا ہے۔ انہ لقول فصل اور حکمۃ بالغۃ (ع ۸) پھر فرماتا ہے:۔ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امر حکیم (پ ۲۵ ع ۱۴)۔ اس آیہ کریمہ سے بھی ظاہر ہے کہ قرآن شریف میں ہر ایک امر پُر حکمت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

پھر یہی نہیں کہ قرآن شریف خود دلائل سے اپنے دعویٰ کی سچائی ثابت کرتا ہے۔ بلکہ حق کے مخالفوں سے بھی دلائل کا مطالبہ کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین (بقرہ ع ۱۴) ان لوگوں سے کہو۔ اگر سچے ہو۔ تو اپنی دلیل پیش کرو۔ پھر فرماتا ہے:۔ ویعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وما لیس لھم بہ علم (حج ع ۹) اور وہ کافر خدا کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں۔ جن کیلئے نہ تو خدا نے ہی کوئی سند اتاری ہے اور نہ انہی کے پاس کوئی انکی عقلی دلیل ہے۔

پس کیا یہ ظلم نہیں کہ ایسے دین کی نسبت جس کا دارومدار دلائل اور براہین پر ہے۔ اور جو عین فطرت صحیحہ کا نقشہ ہے۔ انکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ان تمام لوگوں کے سروں پر جو اسکو قبول کریں ایک شمشیر برہنہ آویزاں رکھتا ہے۔ اور ہر آن انکو انکی طرف سے یہ دھمکی مل رہی ہے کہ:

شریف مکہ کن حالات میں ترکوں سے علیحدہ ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا جو مضمون فتنۂ حجاز کے عنوان سے ۹ جون کے الفضل میں شائع ہوا ہے۔ اس میں حضور نے شریف مکہ کی ترکوں سے بغاوت کو نہایت برا اور قبیح فعل قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا تھا "میں ساتھ ہی یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کے منشار کے مطابق یہ فعل ہوا۔ کیونکہ اس طرح مقامات مقدسہ اتحادیوں کی دست برد سے محفوظ ہو گئے۔"

ان الفاظ کی اہمیت کا اندازہ دیگر حالات اور واقعات کے علاوہ اس خط و کتابت سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ جو بقول اخبار "غالب" (۳۱ مئی) شریف مکہ اور حکومت ترکی میں اسوقت ہوئی۔ اور جسے غالب کے "نامہ نگار" نے بچشم خود دیکھا۔ جب مقامات مقدسہ کے متعلق خطرہ ہر طرف سے بڑھ گیا۔ تو شریف مکہ نے ترکوں کو لکھا۔

"مکہ بہت غیر محفوظ ہے۔ نہ یہاں آلات حربیہ ہیں۔ نہ رسد ہے۔ آپ کیا انتظام کرتے ہیں"۔

اسکا جواب سیاست ترکیہ کی طرف سے اسے یہ ملا۔

"اس وقت ہم بالکل مجبور ہیں"۔

اس کے بعد پھر شریف نے لکھا۔

"برٹش ہم سے جواب مانگتی ہے۔ جدہ پر فوجی جہاز آ گئے ہیں۔ آپ ہمارے تحفظ کا کیا انتظام کرتے ہیں۔ بیت اللہ غیر مامون ہے"۔

سیاست ترکیہ نے جواب دیا۔

"ہم اس وقت مدد نہیں دے سکتے"۔

آخر کار شریف نے لکھا:۔

"ہم انگریزوں سے ملنے پر مجبور ہیں"۔

اس پر سیاست ترکیہ یہ کہہ کر خوش ہو گئی۔

"ہمارے پاس کوئی جواب نہیں"۔

ان حالات میں شریف مکہ کا ترکوں سے علیحدہ ہونا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ فعل خدا تعالےٰ کی منشار کے ماتحت اسلئے ہوا۔ تاکہ مقامات مقدسہ دست برد سے بچ جائیں۔

ہندوؤں کو پیدائش زیادہ کرنے کا حکم

پچھلے دنوں امرتسر میں پنجاب ہندو سبھا کا جو جلسہ ہوا۔ اس میں ڈاکٹر گوکل چند صاحب نارنگ نے بحیثیت صدر جو تقریر کی۔ اس میں انہوں نے ہندوؤں کی تمام بیماریوں کی "وجہ جسمانی کمزوری" بتاتے ہوئے اس کا علاج یہ ارشاد فرمایا۔

"پیدائش زیادہ کرنیکا جو وسیلہ ممکن العمل ہو۔ اسے اختیار کیا جائے"۔

ڈاکٹر صاحب موصوف اسکے ساتھ ہی اگر وہ وسیلہ بھی بتا دیتے۔ جو ہندوؤں کے سب سے بڑے مصلح رشی دیانند جی نے اپنی ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کے نام سے درج فرمایا ہے۔ تو غالباً ہندوؤں کیلئے زیادہ آسانی ہو جاتی۔ کیونکہ اس سے بڑھکر پیدائش زیادہ کرنیکا اور کوئی طریق نہیں ہو سکتا۔ اور اسپر عمل کر کے ہندو صاحبان سوامی جی کی روح کو بھی خوش کر سکیں گے۔

چودھویں صدی کے مولوی

تحریک خلافت اور عدم تعاون کے زمانۂ شباب میں جہاں سیاسی لیڈروں نے اپنا تن من دھن لگا دیا۔ وہاں مولوی صاحبان بھی پیچھے نہ رہے۔ انہوں نے ایک طرف تو خلافت ٹرکی کو "خلافت منصوصہ موعودہ" اور "آیت استخلاف کے ماتحت" ثابت کرنے کے لئے بیسیوں آیات اور سینکڑوں احادیث پیش کیں۔ اور دوسری طرف گورنمنٹ انگریزی سے عدم تعاون کرنے کے متعلق بے شمار "شرعی دلائل" بحوالہ آیات و احادیث تحریر و تقریر میں بیان کئے

مولوی صاحبان نے جنہیں ان تحریکوں سے پہلے کوئی پوچھتا تک نہ تھا۔ اور نئی روشنی کے جنٹلمین ان کے نام سے بھی بیزار تھے جب دیکھا۔ کہ وہ لوگ ان کی خاطر تواضع کرتے۔ موٹروں پر بٹھا کر سیر کراتے۔ پھولوں کے ہار گلے میں ڈالتے۔ اور پھر مٹھی بھی گرم کرتے رہتے ہیں۔ تو وہ "ہمہ تن فتویٰ" بن کر ہر اس بات کو آیات و احادیث سے مزین کرنے لگے جس کی سیاسی لیڈروں نے ضرورت محسوس کی حتیٰ کہ وہ زمانہ آیا جب پولیس اور فوج کی نوکری سے مسلمانوں کو باز رکھنے اور جو نوکر ہو چکے ہیں۔ ان سے ملازمت چھڑانے کا حربہ چلانا ضروری سمجھا گیا۔ اس کے لئے سیاسی لیڈروں نے یہ سمجھ کر کہ عوام میں علمار ہی زیادہ اثر اور رسوخ رکھتے ہیں۔ جب انکی طرف رجوع کیا۔ تو امید و توقع سے بڑھکر کامیابی ہوئی۔ دو تین یا چار پانچ یا دس بیس نہیں۔ بلکہ پانسو کے قریب علمار نے اپنے دستخطوں اور مہروں سے اس بارے میں ایک طول طویل فتویٰ تیار کر دیا۔ اور لکھدیا کہ گورنمنٹ انگریزی کی فوج اور پولیس کی ملازمت شریعت اسلام کے رو سے حرام اور قطعاً حرام ہے۔ کسی مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ کہ پولیس اور فوج کی ملازمت کرے۔

اس فتویٰ پر بعض نادانوں نے جن کی تعداد بہت ہی قلیل تھی۔ ملازمت ترک کر دی۔ ان کی مدح سرائی میں عدم تعاون کے حامی اخبارات نے اپنے کالم بھی سیاہ کئے۔ لیکن جب گورنمنٹ نے اس فتویٰ کو خلاف قانون قرار دیکر ضبط کر لیا۔ اور اسکی اشاعت کو جرم قرار دیدیا۔ تو یہ پانسو علمار کی جرار فوج بھیگی بلی بن کر کسی کونے میں دبک گئی۔ اور اسے اتنی بھی جرأت نہ ہوئی۔ کہ اپنے "شرعی فتویٰ" کو عوام تک پہنچانے کی کوشش کرتی۔

علمار کرام کی یہ نامردی مگر اس بارے میں بعض غیر مذاہب کے لوگوں کی "جوانمردی" بہت ہی حیرت انگیز اور علمار کے لئے باعث شرم ہے۔ ان جوانمردوں میں سے ایک سردار پریتم سنگھ صاحب ہیں۔ جن کے متعلق جناب ڈاکٹر کچلو صاحب کا اخبار تنظیم (۷ جون) رقمطراز ہے:۔

"یہ وہ غیور مخلص۔ اور ہمدرد اسلام سکھ لڑکا ہے۔ جو اسیران کراچی کے فوج اور پولیس کی نوکری حرام قرار دینے کے الزام میں قید کئے جانے کے بعد جمعیۃ العلمار ہند کے جاری کردہ فتویٰ کی بہادرانہ اور بلاخوف و خطر تقسیم کے عوض میں سزایاب ہوا۔ اور اس کو سات سال کی حیرت انگیز طویل سزا بطور عبرت دی گئی"۔

کس قدر غضب کا مقام ہے۔ فتویٰ شائع کرنیوالی "جمعیۃ العلمار" میں سے تو کوئی ایک بھی ایسا نہ نکلا۔ جو خدا اور رسول کے اس ارشاد کو جس کی بنا پر فتویٰ جاری کیا گیا تھا۔ خدا کی مخلوق تک پہنچانے کی کوشش کرتا۔ اور مسلمانوں کو بحیثیان علمار پولیس اور فوج کی ملازمت اختیار کر کے گمراہی میں نہ گرنے دیتا۔ مگر ایک سکھ نوجوان نے جب اس فرض کو ادا کیا۔ جو دراصل علمار کا فرض تھا۔ اور وہ بیچارہ سات سال کیلئے قید خانہ میں بند کیا گیا۔ تو اب اسے کوئی پوچھنے تک کا روادار نہیں ہے۔ اور فتویٰ باز مولویوں میں سے کسی کو اس کا نام بھی یاد نہیں۔

کیا اس نوجوان سکھ سے علمار کرام کی یہ بیوفائی۔ بلکہ غداری نہایت ہی شرمناک نہیں ہے۔ لیکن ان علمار نے جب خدا اور رسول اور اسلام کے متعلق وفاداری نہ دکھائی۔ اس کے ان احکام کو جو ان کے نزدیک فوج اور پولیس کی ملازمت کے خلاف تھے۔ اپنی جیبوں میں چھپائے بیٹھے رہے۔ تو بیچارہ پریتم سنگھ کس شمار و قطار میں ہے۔

ان حالات اور واقعات کی موجودگی میں بھی اگر مسلمان "چودھویں صدی کے مولویوں کے فتووں کو ردی کے پرزہ سے زیادہ بے وقعت قرار دیں۔ اور خود انہیں شریعت اسلامیہ کو بازیچۂ اطفال بنانیوالے نہ سمجھیں۔ تو نہایت ہی افسوس کا مقام ہوگا۔

بقول اخبار "مدینہ" گزشتہ ۲۶ مئی ایک مولوی صاحب نے گائے کا گوشت کھانیکے بہت سے نقصانات گنانے کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے "گائے کا گوشت کھانیکے سات دن بعد تک دعا یا عبادت خدا کے ہاں قبول نہیں ہوتی"۔ اس فتویٰ کے رو سے مسلمان گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیں گے ...

اخبار زمیندار سے خطاب
زمینداری کے الفاظ میں

"زمیندار" اور خود مولوی ظفر علی خاں صاحب نے پچھلے دنوں جماعت احمدیہ کے خلاف جس قدر زہر اگلا۔ اسلام کی اس سچی خادم جماعت کے متعلق جس قدر سب وشتم سے کام لیا اسلام پر جان و مال قربان کرنے والی اس جماعت کے خلاف لوگوں کو جس حد تک اشتعال دلایا۔ اسلام کو دنیا کے کونہ کونہ میں پھیلانے والی اس حزب اللہ کو کافر۔ مرتد اور خارج از اسلام قرار دینے میں جتنا زور لگایا اور انتہا یہ کہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں سینہ سپر رہنے والے اس گروہ کی "کم از کم سزا قتل" ثابت کرنے میں جس قدر سعی کی ۔ وہ سب کو یاد ہے۔ لیکن خدا کی شان وہ مولوی ظفر علی خاں صاحب اور وہ اخبار "زمیندار" جس نے جماعت احمدیہ کے خلاف اس طرح طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ خود گرداب فنا میں پھنس گیا - حزب الاحناف نے اپنا جلسہ دفتر "زمیندار" کے دروازہ پر منعقد کر کے جب وہی کچھ کہا۔ جو "زمیندار" اور مولوی ظفر علی خاں صاحب جماعت احمدیہ کے متعلق ایک کرایہ کے مکان میں بیٹھ کر کہتے رہے تو اس بطش شدید پر ان کی آنکھیں کھلیں ۔ انہیں اپنی حفاظت کی فکر پڑی جس کے لئے ایک طرف تو ساری ساری رات جلسہ کر کے شور مچایا جا رہا ہے اور دوسری طرف اخبار کے صفحات سیاہ کئے جا رہے ہیں ۔ مگر لطف یہ کہ اگر ان تقریروں اور تحریروں میں بریلویوں کی بجائے مولوی ظفر علی خاں صاحب کو مخاطب سمجھا جائے ۔ اور متکلم احمدی خیال کیا جائے۔ تو وہ اس بے ہودہ سرائی اور ژاژخائی کا پورا پورا جواب نظر آتی ہیں ۔ جو صاحب موصوف جماعت احمدیہ کے خلاف کرتے رہے ۔ چنانچہ مثال کے طور پر ہم "زمیندار" کی بعض تحریریں مذکورہ بالا تغیر کے ساتھ پیش کرتے ہیں ۔ ان میں جو سخت اور درشت الفاظ نظر آئیں ۔ وہ ہماری طرف سے نہ سمجھے جائیں ۔ کیونکہ وہ زمیندار ہی کے الفاظ ہیں ۔ ہم نے جہاں کہیں تغیر کیا ہے ۔ وہاں یہ نشان ( ) لگا دیا ہے ؛

تفرق و تحزب اس دنیا میں اقوام و ملل کی روح و حیات کے لئے سب سے بڑی لعنت ہے ۔ اور جہاں یہ لعنت وارد ہو وہاں قوموں کا عروج و ارتقا اور رفعت و سربلندی کی طرف قدم اٹھانا تو کجا اپنے آپ کو تنزل و تسفل سے محفوظ رکھنا بھی قطعاً محال ہے ۔ اس لئے کہ ہر قوم کی قوت و طاقت کا استحفاظ اور تنازع للبقاء میں اس کی کامیابی کا راز اس کے افراد کی وحدت عمل ۔ وحدت مقاصد ، اور وحدت سعی و جہد میں مضمر ہے ۔ اور جہاں تفرق و تحزب آ جائے ۔ وہاں اس وحدت کا باقی رہنا غیر ممکن ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو توحید کی نعمت سے سرفرازی بخشی ۔ اس توحید کے عملی مظاہر میں سے ایک بہت بڑا مظہر یہ تھا ۔ کہ مسلمانوں کے مقاصد نصب العین ۔ طریق عمل اور اسلوب سعی و جہد میں وحدت و اجتماع اور یگانگی و یک رنگی پیدا ہو جائے ۔ رب کا ایک معبود ہو ۔ ایک مقصد ہو ۔ ایک دستور العمل ہو ۔ قرن اول کے مسلمانوں نے (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) اس وحدت و اجتماع اور اس یگانگی و یک رنگی کا پاکیزہ سے پاکیزہ نمونہ دیا ۔ باصطلاح قرآن حکیم "اسوۂ حسنہ" پیش کر دیا ۔ لیکن بعد ازاں مسلمان جوں جوں حقیقی توحید کی دولت سے محروم ہوتے گئے ۔ ان میں تفرق ، تشتت ، انتشار ، بدنظمی اور جماعت بندی پیدا ہوتی گئی ۔ تا آنکہ مختلف جماعتیں ، مختلف فرقے اور مختلف گروہ ایک دوسرے سے اس طرح اجنبی بیگانے اور ناآشنا ہو گئے ۔ بلکہ دشمن بن گئے ۔ کہ صدیاں باہم کشت و خون میں گذر گئیں ۔ جو اسلام دنیا کے لئے رحمت کا پیغام بن کر آیا تھا ۔ اور جس نے پچیس تیس سال کی مدت کے اندر اندر سرحد چین سے لے کر اقصائے مغرب تک دنیا کو ایک "صبغۃ اللہ" کے نظر افروز اور روح پرور رنگ میں رنگ دی تھی ۔ اس کے پیرو اپنے حقیقی نصب العین سے اس طرح بے بہرہ ہو گئے ۔ کہ عملاً ان میں اور غیر موحد غیر مسلموں میں کوئی بڑا فرق باقی نہ رہا (ایسی حالت میں اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کی یہی صورت ہو سکتی تھی ۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے کسی مصلح کو مبعوث کرے جو مسلمان راستہ باز کر دے اور ان پر عمل کرے)

ہندوستان کا ماحول چونکہ شرک اور تفرق و تحزب کے اسباب سے بہت زیادہ لبریز تھا ۔ اس لئے یہاں مسلمانوں کے حقیقی مذہبی خصائص کا برقرار رہنا سخت مشکل ہو گیا ۔ افسوس کہ عجمی قومیں جن کی وساطت سے زیادہ تر اسلام یہاں پہنچا ۔ تنازع للبقاء کی جد و جہد میں کامیابی کا اصل معیار قائم نہ رکھ سکیں ۔ اور نتیجہ یہ نکلا ۔ کہ اسلام کا نام تو قائم رہ گیا ۔ مگر اصول ملی کے لحاظ سے عام طور پر اس میں غیر اسلامی عناصر کی روح کو تفوق حاصل ہو گیا ۔ جب تک اسلامی حکومت قائم رہی اس مصیبت کا عام احساس پیدا نہ ہوا ۔ لیکن جب حکومت جاتی رہی ۔ تو تنزل کی الم انگیز کیفیت اپنے اصل رنگ میں آنکھوں کے سامنے آئی ۔ اس کے بعد مختلف حصوں اور مختلف حلقوں میں اصلاح کی کوششیں شروع ہو گئیں ۔ لیکن از بسکہ ہندوستان کی آب و ہوا کے مہلک اثرات ذہنیتوں کو ماؤف کر چکے تھے ۔ اختیار کردہ روش پر سختی اور شدت کے ساتھ قیام کا جنون عام طور پر تحقیق کا مادہ فنا کر چکا تھا ۔ اور تکفیر کا بازار جا بجا گرم تھا ۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہندوستان میں ہی حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا) آخری دور میں مسلمانان ہند کے اندر جو حلقہ موت آور جمود ۔ بلا تحقیق حق و ناحق اختیار کردہ روش پر تصلب ۔ بدعات و محدثات کی گرم بازاری تکفیر و اخراج عن الاسلام کی گرم بازاری کے جنون (ور دِ اخباریت) کی اجتماعی سعی استیصال ملت کا سب سے بڑا مرکز بنا رہا ۔ وہ (زمیندار) کا حلقہ تھا ۔ اور اس سرزمین کے اندر دوسرے مقامات پر جہاں جہاں ایسے حلقے نظر آتے رہے وہ اسی "شجرۂ خبیثہ" اجتثت من فوق الارض مالہا من قرار کے برگ و بار تھے ؛

تحریک (احمدیت) کے آغاز میں بھی اس فتنے نے اپنے جماؤ اور قیام کے لئے جد و جہد کی تھی لیکن یہ فتنہ ہاتھ پاؤں مار کر خود بخود سرد ہو گیا ۔ جب (کابل میں احمدیوں کو سنگسار کیا گیا) خیالات میں انتشار پیدا ہوا ۔ اور فتنہ انگیز قوتیں از سر نو میدان میں آنے لگیں ۔ تو ("زمیندار") کا فتنہ بھی خواب مرگ سے بیدار ہوا ۔ اور اس نے مولوی (ظفر) علی کے جسم میں حلول کر کے لاہور کے اندر میدان کارزار آراستہ کیا ۔ پچھلے دنوں (جو مضمون زمیندار میں شائع ہوئے) وہ اس فتنے کے عہد شباب کا ایک مظاہرہ تھا ؛

(زمیندار میں مضمون لکھنے) والے اصحاب کے قومی و اسلامی اعمال ۔ زندگی کے عام مشاغل اور (تحریروں) کی نسبت تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں ہے ۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے ۔ کہ خالص فتنہ انگیزی ۔ امت اسلامیہ میں افتراق ۔ اسلام کی بڑی بڑی خادم قوتوں کی تقبیح و تکفیر اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما کرنے کی ایسی کوشش کبھی دیکھنے میں نہیں آئی جس کی عملی تصویر (زمیندار کے صفحات میں) پیش ہوئی ۔

(احمدیت) کے خلاف مضمون شائع کرتے وقت (زمیندار) نے یہ نہ سوچا ۔ کہ اس وقت مسلمانان ہند کو سب سے بڑھ کر کس چیز کی ضرورت ہے ۔ ان میں مذہب کی سچی روح پیدا کرنے کے لئے کونسی مساعی لازمی ہیں ۔ وہ اس وقت کن امراض میں گرفتار ہیں ۔ کن مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہیں ۔ کن مشکلات میں الجھے ہوئے ہیں ۔ باہر کے اسلامی ممالک کی حالت کیا ہے ۔ اور تمام مسلمانوں کو ایک مرکز اور ایک جگہ پر لانے کے لئے کیا کچھ کرنا چاہیئے ۔ (زمیندار اور مولوی ظفر علی خاں صاحب احمدیوں) کو حلقۂ اسلام سے باہر نکال کر اپنا دل خوش کر لیتے ۔ حضرات علمائے (قادیان) کے خلاف زہر اگل کر اپنے جذبۂ عناد کی تسکین کا سامان بہم پہنچا لیتے ۔ (احمدی) مجاہدین (اسلام) کے کارنامہ (تحفظ اسلام) کی ممنونیت کو احسان فراموشانہ ٹھکرا کر ان کی ناکامی ۔ نامرادی اور تباہی کے لئے بد دعائیں کر لیتے ۔ لیکن کاش مسلمانوں کی تنظیم کا کوئی سامان

کر دیتے۔ انہیں یکجا کرنے کی کوئی تدبیر سوچتے۔ اسلامی بیت المال قائم کر دیتے۔ مسلمانوں کی تمدنی اور معاشرتی پستی کے ارتفاع کی کوشش فرماتے۔ ان کے وطنی حقوق کے تحفظ کا سامان کرتے۔ ان میں دینی علوم کی اشاعت کی تجاویز منظور کرتے۔ تو ہم اس صورت میں ان کے احمقانہ اور اسلام کشانہ جنون تکفیر کو بھی خاموشی سے برداشت کر لیتے۔ لیکن آہ! صد ہزار حسرت و آہ! کہ "تکفیت" کے ان نام لیواؤں اور حضرت امام اعظمؒ کی فقہ کے ان "بلند بانگ پیروؤں" برعکس نہند نام زنگی کافور کو اتنی توفیق کہاں تھی۔ وہ اٹھے اور سارا (زور) سارا وقت اسلام کی تخریب میں صرف کر دیا۔ اور لطف یہ کہ جو کچھ اپنی زبانوں سے کہا۔ اور جس خباثت اور ناپاکی سے انہوں نے اپنے کام و دہان کو آلودہ کیا۔ اس پر عمل کرنے کی توفیق نہیں؛

"زمیندار" میں بڑے بڑے (مضامین) شائع ہوئے۔ جو از سرتاپا جہالت، لاعلمی، بے خبری۔ خبیثانہ تدلیس واقعات و حقائق۔ سب و شتم۔ دشنام دہی۔ بدزبانی۔ اور مخلص خدام اسلام کی تفضیح و مذمت کے مجموعے تھے۔ ....

.... (ہم) نے اس کا نہایت مصالحانہ انداز میں جواب دیا۔ کہ گفت و شنید کے لئے موزوں طریق مقرر کیا جائے (ہمارے آدمی مولوی ظفر علی خاں مالک زمیندار) کے پاس پہنچے۔ وہاں سے یہ جواب ملا کہ جوابی مضامین شائع کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔ لیکن یہ وعدہ پورا نہ ہوا۔ (زمیندار ۵ رجون)

(۲)

ہم اپنی جماعت (احمدیہ) کی طرف سے ایک پیغام دینا چاہتے ہیں۔ ہم (مولوی ظفر علی خاں اور دیگر مسلمانوں) کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے اندر تمام عیوب و نقائص موجود ہیں۔ ہم فرشتے نہیں۔ انسان ہیں۔ ہم میں کمزوریاں ہیں۔ خامیاں ہیں۔ عیوب ہیں۔ لیکن ایک نقص جس کو ہم اپنے لئے توہین خیال کرتے ہیں جسے ہم اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ ہم میں نہیں۔ یعنے یہ کہنا کہ ہمیں اسلام سے محبت نہیں۔ ہمارے دلوں میں اسلام کا درد نہیں۔ ہم کافر ہیں۔ سراسر دروغ ہے۔ کذب ہے۔ افترا ہے۔ ہم میں دوسرے صدہا عیوب و نقائص ہوں۔ تو ہوں۔ لیکن حاشا و کلا ہم دشمنان اسلام کے زمرہ میں داخل نہیں ہیں۔ اور جو شخص یا جماعت ہماری نسبت ایسا خیال کرتی ہے۔ وہ ہم پر سخت ظلم کرتی ہے۔ (زمیندار ۹ رجون)

کاش! یہ باتیں جو زمیندار کو حزب الاحناف کے مقابلہ میں سوجھ رہی ہیں۔ اس وقت بھی یاد ہوتیں۔ جب وہ ہمارے خلاف لکھ رہا تھا؛

اسلام کا خدا قادر مطلق ہے

آریوں کے ایک مطالبہ کا جواب

آریہ صاحبان سے جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ پرمیشور کو اپنی صفات میں کامل اور باہمہ صفت موصوف تسلیم کرتے ہو۔ تو پھر روح اور مادے کی ازلیت کا عقیدہ تو ایک ایسا عقیدہ ہے جو اس کی تمام صفات کو کامل اور اسے باہمہ صفت موصوف نہیں رہنے دیتا۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ کہ جس چیز کا علم کامل ہو۔ اور قدرت بھی کامل ہو۔ وہ چیز بن نہ سکے۔ پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ پرمیشور نے ارواح اور مادہ کو پیدا نہیں کیا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اس کا علم بھی کامل نہیں۔ اور اس کی قدرت بھی کامل نہیں۔ چونکہ ہر ایک علم کا کمال اس کے علمی اور عملی حصے کی تکمیل کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ لہذا اگر پرمیشور نے روح اور مادہ کو پیدا نہیں کیا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اسے روح اور مادے کے متعلق علم کامل نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اس کی قدرت بھی کامل نہیں۔ تا وہ اپنے علم کے مطابق روح اور مادہ کو پیدا بھی کر سکے۔ حالانکہ اس کی صفات کاملہ کا تقاضا ہونا چاہیئے کہ وہ روح اور مادہ کو پیدا کر سکے۔ آریہ سماج کی طرف سے اس سوال کا جواب سن کر ہمیں سوال گندم جواب چنا کی مثال یاد آجاتی ہے۔ کیونکہ وہ کہا کرتے ہیں۔ خدا کی قدرت کامل ہے۔ تو کیا وہ اپنے جیسا ازلی خدا بھی پیدا کر سکتا ہے۔ یا کیا وہ کوئی ایسی چیز پیدا کر سکتا ہے جسے اٹھا نہ سکے۔ اس جواب کی لغویت تو اسی سے ظاہر ہے۔ گویا وہ پرمیشور کو کامل الصفات ماننے کے لئے تب تیار ہو سکتے ہیں۔ جب کہ وہ ناقص الصفات ثابت ہو۔ ممکن ہے۔ پرمیشور کے متعلق ویدک تعلیم یہی ہو۔ مگر قرآن کریم نے جس خدا کو پیش کیا ہے۔ وہ تمام صفات حسنہ کا مالک ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ الحمد للہ کہ تمام حمد اور تعریف کی باتیں اللہ میں پائی جاتی ہیں۔ پھر فرمایا۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ کہ اللہ کی جس قدر بھی صفات ہیں۔ سب کی سب حسن اور خوبی پر دلالت کرتی ہیں۔ پس اس کی طرف صفات حسنہ ہی منسوب کرو۔ اس لئے اسلام کے خدا کے متعلق کوئی ایسا مطالبہ کرنا جس سے اس کی صفات حسنہ میں تعطل یا نقص لازم آتا ہو۔

ہرگز جائز نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی کسی عقلمند کے نزدیک صفات حسنہ کے خلاف کوئی فعل کرنا خوبی یا قدرت کہلا سکتی ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو یہ کہا جائے۔ کہ اگر تو بڑا بہادر اور صاحب قدرت ہے۔ تو خودکشی کر کے دکھا۔ تو یہ نہایت بے وقوفانہ مطالبہ ہوگا۔ اور اگر وہ کسی کے کہنے میں آکر خودکشی کرے گا۔ تو کوئی عقلمند اس کے متعلق یہ نہیں کہے گا۔ کہ اس نے بڑا بہادری کا کام کیا۔ بلکہ ہر ایک یہی کہے گا۔ کہ اس نے بڑی حماقت کی۔ کوئی بھی اس کے فعل کو خوبی قرار نہیں دیگا اسی طرح کوئی شخص جھوٹ بولے۔ تو ہم یہ نہیں کہیں گے۔ کہ اس نے قدرت اور خوبی کا کام کیا۔ کیونکہ اس نے پاکیزہ صفت راست گفتاری کے خلاف کیا۔ پس کسی سے اس کی پاکیزہ صفات کے خلاف کسی فعل کا مطالبہ کرنا۔ اور اس کا نام خوبی اور کمال رکھنا حد درجہ کی حماقت ہے۔ جب ایک خودکشی کرنیوالے کو کوئی بہادر نہیں کہہ سکتا۔ ایک جھوٹ بولنے والے کو کوئی قادر نہیں کہہ سکتا۔ تو خدا تعالےٰ کا اپنی کامل صفات کے خلاف کرنے پر ہم اس فعل کا نام قدرت اور خوبی کس طرح رکھ سکتے ہیں۔ پس آریوں کا یہ کہنا۔ کہ کیا خدا خودکشی کر سکتا ہے۔ کیا وہ ازلی خدا پیدا کر سکتا ہے۔ کیا وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ کیا وہ کوئی ایسی چیز پیدا کر سکتا ہے۔ جسے وہ اٹھا نہ سکے۔ یا اسی قسم کے اور بیہودہ مطالبات کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہم خدا کو تب قادر مانیں گے۔ جب وہ واقعہ کے خلاف کوئی اور ازلی خدا پیش کرے۔ اور اپنی مخصوص ازلیت کو باطل کرے۔ یا ہم تب اس کو قادر مانیں گے۔ کہ وہ (نعوذ باللہ) جھوٹ بولے۔ مگر کیا جھوٹ بولنا۔ یا بوجھ اٹھا نہ سکنا یا اسی طرح دیگر صفات حمیدہ کے خلاف افعال قدرت اور خوبی کے نام سے موسوم بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر خدا تعالےٰ سے اس کی صفات حمیدہ کے خلاف مطالبہ کر کے اس کا نام قدرت اور خوبی رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کوئی جھوٹ بولنے والے۔ خلاف واقعہ امور پیش کرنے والے خودکشی کرنے والے کو کہے کہ اس نے بڑی قدرت کا کام کیا۔ جب ایک انسان اپنی پاکیزہ صفات کے خلاف کر کے قدرت اور خوبی کا نام نہیں پا سکتا۔ تو خدا تعالےٰ کے اپنی پاکیزہ صفات کے خلاف کرنے پر اس فعل کو قدرت اور خوبی کے نام سے کس طرح موسوم کر سکتے ہیں۔

آریہ صاحبان ایک اور بھی دھوکہ دیا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ یہ نہیں۔ کہ خدا اپنی پاکیزہ صفات کے خلاف کرتا ہے یا نہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے۔ کہ وہ اپنی ان صفات کے خلاف کر سکتا ہے یا نہیں۔ سوال کرنے نہ کرنے کا نہیں۔ بلکہ کر سکنے نہ کر سکنے کا ہے۔ اگر وہ اپنی ان صفات

کے خلاف نہیں کر سکتا۔ تو وہ قادر مطلق نہ رہا۔ مگر پاکیزہ صفات کے خلاف کرنے یا کر سکنے کا نام قدرت رکھنا ہی درست نہیں۔ کیا کوئی آریہ مہاشہ کسی بادشاہ کے سامنے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ بڑے قادر ہیں۔ کیونکہ آپ جھوٹ بھی بول سکتے ہیں۔ چوری بھی کر سکتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو کس قدر بے باک وہ انسان ہے جو خدا کی نسبت یہ کہتا ہے۔ کہ اگر وہ قادر مطلق ہے۔ تو اپنی پاکیزہ صفات کے خلاف بھی کر سکتا ہوگا۔ ہم تو خدا تعالےٰ کی پوزیشن کے مطابق یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ قادر مطلق روح اور مادے کو پیدا کر سکتا ہے۔ اور اس سے اس کی خوبی اور کمال ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن آریہ صاحبان تردید میں کہتے ہیں۔ کہ وہ قادر مطلق نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی صفات حسنہ کے خلاف نہیں کر سکتا۔ آریہ صاحبان ہمارے دعویٰ کی تردید تب کر سکتے ہیں۔ جب وہ کوئی ہمارا ایسا عقیدہ پیش کریں۔ جس سے خدا تعالےٰ کی صفات حسنہ میں نقص لازم آتا ہو۔ جیسا کہ روح اور مادہ کے پیدا نہ کر سکنے میں اس کی صفات میں نقص آتا ہے۔ ہم نے یا کسی عقلمند نے کب قدرت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے۔ کہ قدرت اسے بھی کہتے ہیں۔ کہ انسان یا خدا اپنی پاکیزہ صفات کے خلاف بھی افعال کر سکے یا کر سکے۔ روح اور مادہ کو پیدا نہ کر سکنا اور بات ہے۔ جس سے خدا کی ذات ایک خوبی سے محروم ثابت ہوتی ہے۔ اور خودکشی جھوٹ وغیرہ افعال نہ کرنا یا نہ کر سکنا اور بات ہے۔ جس سے کہ اس کی ذات نقائص سے پاک ثابت ہوتی ہے۔ پس یہ ایک دھوکہ ہے۔ کہ ان دونوں مثالوں کو وہ مساوی نظر ہو دیکر اپنے مدعا کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ؛

از عدالت صاحبان عہد الفتیان اعزازی تحصیل سلطان پور لودی

راج کپور تھلہ

ڈگریدار

اجودھیا مل ولد پھیرا مل ذات زرگر ساکن سلطان پور لودھی

بنام

خیرا ولد نتھو ذات آرائیں ساکن سلطان پور لودھی

ایصال ما علیہ

اشتہار بنام مدیون

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں حلفیہ بیان ڈگریدار سے ظاہر ہے۔ کہ مدیون کی سکونت لاپتہ ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مدیون بہ تقرر ۱۳ ہاڑ سمت ۱۹۸۲ مطابق ۲۶ر جون ۱۹۲۵ء اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جواب دہی کرے۔ بصورت دیگر کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر ۲۹ر جیٹھ سمت ۱۹۸۲ آج ہمارے دستخط سے جاری کیا گیا

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہارات

اشتہار زیر آرڈر ۵ نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ بنام مدعا علیہ

بعدالت جناب چودھری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

دوکان بشنداس امیر چند بذریعہ بشنداس ولد مانگا رام۔ ذات گڈر۔ سکنہ چک ۲۱۲ تحصیل شورکوٹ مدعی

بنام دریام مدعا علیہ ؛

دعوےٰ مالی ۵ روپے

اشتہار بنام دریام ولد محمد ذات سریانہ سیال سکنہ کوٹ تحصیل شورکوٹ ؛

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۸/۷/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرے۔ ورنہ اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ ۶/۶/۲۵

مہر عدالت — دستخط حاکم

ہندوستان کی خبریں

دہلی ۸ رجون - مقامی ہندو سبھا کے پردھان نے مہاتما گاندھی اور دیگر قومی رہنماؤں کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پہاڑی دھیرج کے علاقہ سے عید کے دن قربانی کی گائیں لے جانے کی اجازت دیدی ہے۔ جس سے ہندوؤں کے جذبات کو صدمہ ہوا ہے۔ یہ وہی علاقہ ہے۔ جہاں پچھلے سال فسادات برپا ہوئے تھے اس تار میں درخواست کی گئی ہے۔ کہ ہندو جذبات کو ٹھیس سے محفوظ رکھنے کے لئے رہنمایان قوم بیچ بچاؤ کریں ؛

ڈیرہ اسماعیل خاں میں دو ہندو دیکھے آگ سے جل گئے۔ اس پر ہندو اخبارات نے مسلمانان ڈیرہ اسماعیل خاں کو ناحق کوسنا شروع کر دیا۔ مگر شملہ سے ۱۰ رجون کا ایک سرکاری کمیونک مظہر ہے۔ کہ اس معاملہ کے متعلق تحقیقات جو کی گئیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ یہ حادثہ محض اتفاقی تھا ؛

گورنر جنرل ہند نے ایک قانون منظور کیا ہے جس کی رو سے کسی شخص کو جس کے پاس انگریزی سفیر مقیم کابل و جلال آباد کی طرف سے منظور کردہ پروانہ راہداری نہ ہوگا خیبر کے راستہ ہندوستان میں آنے کی اجازت نہ ہوگی۔ نئے قانون کے مطابق ان اہل قبائل پر پابندی عائد نہیں کی جائے گی۔ جو خیبر سے برطانوی مقبوضات میں آتے رہتے ہیں۔ بلکہ حکام کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ جس شخص کا داخلہ مقبوضات برطانوی میں خطرناک ہو۔ اسے باہر نکال دیا جائے ؛

پونا ۸ رجون - ہندوستان بھر کی مسلم خواتین کی کانفرنس کا آٹھواں سالانہ اجلاس ۱۲-۱۳-۱۴ اگست کو یہاں منعقد ہوگا ؛

لاہور ۸ رجون - ریاست کشمیر میں ہیضہ کی بیماری بسرعت کے ساتھ کم ہوتی جا رہی ہے ؛

اندور ۸ رجون - معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ اندور نے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے جبریہ ابتدائی تعلیم کے اجراء کی منظوری دیدی ہے۔ اکتوبر سے عملدرآمد ہوگا ؛

مدراس ۹ رجون - ڈاکٹر ولس نے مدراس کارپوریشن کی ممبری سے استعفا دیدیا ہے۔ اینگلو انڈین ایسوسی ایشن نے ان کے بجائے ایک لیڈی کو اپنا نمائندہ منتخب کیا ہے ؛

لاہور ۹ رجون - سکوال کی ایک اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پولیس نے تازہ حادثہ کے سلسلہ میں جو ایک ہندو مہاجن پر پیش آیا تھا تین شخصوں کو گرفتار

بمبئی ۹ رجون - جی - آئی - پی ریلوے نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ دہلی اکسپرس ٹرین میں چند نئے ڈبے اور تیسرے درجہ کے ایسے ڈبے لگائیگی - جن کی بیٹھک بنچی ہو۔ کہ ایسے مسافر جو اہل وعیال کے ہمراہ سفر کر رہے ہوں۔ ان ڈبوں کو مخصوص (ریزرو) کرا سکیں۔ اور بآرام تنہائی میں سفر کر سکیں۔ مخصوص کرانے کے لئے ایک قلیل التعداد کرایہ کی ادا کرنا پڑے گی ؛

ممالک غیر کی خبریں

قاہرہ ۷ رجون - قتل سردار کے سلسلہ میں جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا تھا۔ آج ان کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ سوائے شوفر کے جو کہ مجرمین کو موٹر میں بٹھا کر لے گیا تھا سب کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ حکم سنانے کے بعد بہت دردناک منظر پیش آیا۔ بعض مجرمین واویلا وآہ وزاریاں کر رہے تھے۔ بہت سوں کو جبریہ عدالت سے باہر لے جایا گیا۔ سابق ملزم نجیب ہلیادی کو دس ہزار پونڈ مصری حکومت کی طرف سے دیئے گئے۔ یہ وہی شخص ہے۔ جس کو خفیہ پولیس نے مجرمین کی تلاش کے لئے مقرر کیا تھا۔ پولیس کی کامیابی اس کی رہین منت ہے -

طہران ۷ رجون - مجلس ایران نے ایک مسودہ قانون پاس کیا ہے۔ جس کی رُو سے ہر ایرانی فوجی خدمت کرنے پر مجبور ہوگا ؛

لنڈن ۸ رجون - لارڈ میکڈونیل کا انتقال ہوگیا وہ تقریباً تین ہفتے سے لنڈن میں بیمار تھے۔ ۱۸۸۹ء میں برما کے مالی کمشنر بنے۔ اس کے بعد صوبہ متوسط کے چیف کمشنر ہو گئے۔ اور ۱۸۹۳ء میں لفٹننٹ گورنر بنگال مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۵ء میں صوبہ سرحدی کے لفٹننٹ گورنر اور اودھ کے چیف کمشنر بنائے گئے ؛

بلگریڈ (سربیا) کے شفاخانہ میں ایک کاشتکار اپنی بیوی کو داخل کرانے کی غرض سے لے گیا۔ وہ حاملہ تھی۔ جب ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے دیکھا کہ اس کاشتکار کے شکم میں ایک غیر معمولی دنبل ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو بے حد تکلیف ہے۔ عمل جراحی کیا گیا دنبل میں سے دو توام بچے برآمد ہوئے۔ ایک بچہ طول میں ۱۹ انچ اور وزن میں ۲½ پونڈ تھا۔ اس کے سر پر لمبے لمبے بال اور منہ میں کئی دانت تھے۔ تمام اعضاء درست اور مکمل حالت میں تھے۔ دوسرا بچہ بالکل نامکمل اور ناقص حالت میں تھا۔ عمل جراحی کے بعد یہ شخص مر گیا۔ ڈاکٹر کا بیان ہے۔ کہ نطفہ کے بعض جراثیم ابتدا ہی سے اس مرد کے شکم میں موجود تھے۔ جو رفتہ رفتہ انسانی صورت اختیار کرنے گئے۔ اور چونکہ مرد کے اندر وہ لوازمات موجود نہیں ہوتے۔ جو بچے کی نشوونما میں ممد ہوتے ہیں بدیں وجہ ان کے نشوونما میں غیر معمولی سست رفتاری واقع ہوئی -

جنیوا ۸ رجون - عارف الدولہ اول مندوب ایران کی زبردست اپیل پر اسلحہ کی کانفرنس کی اس سب کمیٹی نے جو جغرافی سوالات کا تصفیہ کرتی ہے۔ تین کے مقابلہ میں ۵ آراء سے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ایرانی جہازوں کی کوئی جنگی جہاز تلاشی نہ لے سکیگا۔ البتہ دیسی کشتیوں پر اگر یہ شبہ ہو۔ کہ وہ خلاف قانون اسلحہ گولہ بارود یا سامان حرب خلیج ایران کی طرف سے لے جا رہی ہیں تو اور بات ہے ؛

کانٹن ۸ رجون - کانٹن اور نیاوہ کے باشندوں میں نہایت زور شور کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے۔ کانٹن کی چار مسلح کشتیوں نے بندر پر گولہ باری کی۔ نیان کے لوگوں نے ساحل سے گولہ باری کا جواب دیا۔ دریا کے دونوں جانب سے مسلسل ۲۴ گھنٹے سے گولیاں چل رہی ہیں دو جاپانی تباہ کن جہاز موقع پر پہونچ گئے -

شنگھائی کی ایک دوسری اطلاع مظہر ہے۔ کہ لہسو چینی جہاز رانوں نے ہڑتال کر دی ہے۔ ڈک کے کام کرنے والوں کی ہڑتال کی وجہ سے کام رکا ہوا ہے۔ اور چین کے بنک اور جہاز ران کمپنیوں کے بند ہو جانے کی وجہ سے مال کی آمد و رفت قریب قریب بالکل معرض التوا میں ہے۔ چین کے طلباء ہینک کنگ میں شورش کر رہے ہیں۔ لیکن دو کمانڈنگ فوجی جرنیلوں نے کونسلوں کو یقین دلایا ہے۔ کہ وہ امن وامان قائم رکھیں گے۔ اور غیر ملکی باشندوں کی حفاظت جان ومال کی گارنٹی لیتے ہیں ؛

پیکنگ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ بلوائیوں نے ایشیاٹک پٹرولیم کمپنی تیومفو کے دفاتر کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ شانگ سو لنگ ایک برقی اعلان کے ذریعہ سے طلبار کو مشورہ دے رہے ہیں۔ کہ وہ اشتدادی کارروائیوں سے محترز رہیں ؛

پیرس کی بعد کی اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب گوالیار کی لاش انکی قیامگاہ (ہوٹل) سے قبرستان لائی گئی اور راستے میں پیچھے مہاراجہ کے اعزہ و ملازمین ۲۵ موٹروں میں سوار ہو کر گئے۔ ان لوگوں نے "لاش" کو جلانے کی جگہ پر پہنچایا۔ پیرس کا اعلےٰ افسر پولیس اسکو منظور نہ کرسکا۔ کہ مہاراجہ صاحب کی لاش ہندو رسم و رواج کے بموجب دریائے سین کے کنارہ جلائی جائے۔ یا قبرستان میں چتا بنائی جائے۔ اسلئے کریا کرم بہت سیدھے سادے طریقہ پر مذہبی مراسم پہلے سے ہوٹل میں ادا کر لی گئیں۔ لاش جلائے جانے کے بعد "پھول" قبرستان میں محفوظ مقام پر رکھوا دیئے گئے ؛

(منشی عبدالرحمن صاحب کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)